OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.*

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jan-jun-2022
Vol: 6, Issue: 1
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

منتخب ایرانی الاصل محدثین کی خدماتِ حدیث

(تیسری صدی ہجری کے تناظر میں)

Hadith services of selected Iranian origin Muhaddithin
(In the context of the third century Hijri)

Abdul Basit
Research Associate, Department of Islamic Studies, University of Lahore.
Dr. Saeed Akhtar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lahore.

ABSTRACT

There have been a number of high-profile muhaddithin in the Islamic world who have devoted their lives to the teaching of hadith. Not only did they do the work, but their real understanding is that they collected the circumstances and events of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) with complete accuracy, thorough investigation of the hadeeths and their narrators. In the first three centuries, the interrogation and interrogation of those who served different types of hadith knowledge was a difficult task. And distinguished it from other sciences and arts. The article under discussion will examine the services of well-known Iranian muhaddithin who performed significant work in the third century AH.

Keywords: knowledge, muhaddithin, significant, Hadith services, distinguished, interrogation

عالم اسلام میں بلند پایہ کئی محدثین گزرے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگیاں تدریس حدیث میں وقف کر دیں اس سلسلے کی ایک کڑی ایران کے محدثین ہیں، جنہوں نے عرب و عجم میں اپنی علمیت کا سکہ منوایا، ان محدثین نے صرف احادیث کو نقل و جمع کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کا فہم بالشان کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حالات و واقعات کو پوری صحت کے ساتھ جمع کیا، احادیث اور ان کے راویوں کی مکمل تحقیق اور تنقیح کی۔ ابتدائی تین صدیوں میں علم حدیث کی مختلف النوع خدمت کرنے والوں کا استقصاء و استیعاب ایک دشوار کام ہے، تاہم اس مبارک قافلے میں معتدبہ ایسے شیوخ اور علماء حدیث کی ہے کہ جنہوں نے علم حدیث کے ان مسائل جلیلہ نے اس علم کو ایک فن کی شکل دینے میں نمایاں کردار ادا کیا اور دوسرے علوم وفنون سے ممتاز کر دیا، بلاشبہ علوم اسلامیہ میں قرآن کریم کے بعد حدیث نبوی کا علم سب سے افضل واشرف ہے۔

1. امام اسحاق بن راہویہ

ان کا نام اسحاق، کنیت ابویعقوب اور ابن راہویہ لقب تھا اِسحاق بن اِبراہیم بن مخلد حنظلی تمیمی مروزی، ابویعقوب ابن راہویہ، ان کی پیدائش: (161ھ / 778ء– وفات: اتوار 15 شعبان 238ھ / 29 جنوری 853ء) امام اسحاق کے والد ابراہیم بطن مادر ہی میں تھے کہ ان کی والدہ نے مکہ معظمہ کا سفر کیا، اسی سفر میں کسی مقام پر ان کی ولادت ہوئی، اس لیے اہل مرو انہیں راہوی یاراہویہ کہتے تھے یعنی راستہ والا، اسحاق کا بیان ہے کہ میرے والد کو جب لوگ راہویہ کہتے تھے تو ان کو ناگوار ہوتا تھا لیکن مجھے ابن راہویہ کہا جاتا ہے تو کوئی ناگواری نہیں ہوتی۔[1]

خدمات ومقام

امام ذہبی انہیں امام الکبیر، شیخ المشرق، سید الحفاظ لکھتے ہیں، اسحاق بن راہویہ ثقہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں، امام دارمی کہتے ہیں "اسحاق بن راہویہ اہل مشرق ومغرب کے صداقت فی الحدیث میں سردار ہیں"[2] جبکہ خطیب

[1] ۔ بغدادی ، حافظ ابو بكر على بن خطيب، تاريخ بغداد، دار الغرب الاسلامى ، بيروت، لبنان، 1428ھ ، 6: 348،الدمشقي ، علي بن الحسن بن هبة الله بن عساكر، تاريخ ابن عساكر، دار إحياء التراث، مصر، 1354ھ 2: 409

[2] ۔ زركلى، خير الدين زركلى الدمشقى، الاعلام، دار صادر، بيروت، 1990ء ،1: 292

بغدادی کہتے ہیں :

"ان کی ذات حدیث، فقہ، حفظ، صداقت، ورع اور زہد سب کی جامع تھی" ان کی مشہور تصنیف، "مسند اسحاق بن راہویہ" ہے ان کا وطن نیشاپور تھا اور وفات بھی اسی جگہ پائی .[1]

امام احمد بن حنبل جو ان کے بڑے مداح اور قدر داں تھے فرماتے ہیں: خراسان و عراق میں ان کا کوئی ہمسر نہیں، بغداد کے اس پل کو ان سے زیادہ عظیم و برتر کسی آدمی نے عبور نہیں کیا، گو بعض مسائل میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے اور اہل علم کے درمیان تو اختلافات ہوا ہی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ اسحاق کے صاحبزادے محمد ان کی خدمت میں حصول علم کے لیے حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا کہ تمہارا اپنے والد سے وابستہ رہنا زیادہ مفید اور بہتر ہے، ان سے زیادہ پر عظمت آدمی تمہاری آنکھوں نے نہ دیکھا ہو گا، امام احمد ان کی عظمت کے اس حد تک قائل تھے کہ اگر ان کے سامنے کوئی انہیں ابن راہویہ کہتا تو ناگواری کا اظہار کرتے اور فرماتے کہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی کہا کرو۔[2]

علم حدیث میں کمال و امتیاز

علم حدیث سے ان کو خاص تعلق تھا اور وہ اکابر محدثین اور نامور حفاظ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ خلیلی کا بیان ہے کہ وہ شہنشاہ حدیث تھے۔ احادیث کے نشر و اشاعت، درس و مذاکرہ، حفظ و ضبط اور حزم و احتیاط کے لیے ان کی ذات بڑی اہمیت اور شہرت رکھتی ہے۔ ذیل میں ان کی ان خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔[3]

تصانیف

ابن راہویہ نے قرآن (تفسیر)، حدیث اور فقہ کے موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں، جن میں سے چند اہم ذیل میں پیش خدمت ہیں :

المسند، الجامع الكبير، الجامع الصغير، المصنف، العلم، التفسير الكبير: گم شدہ

---

[1] ۔ موسوعة الفقہیہ، اسلامی فقہ اکیڈمی، دہلی، انڈیا، 2005ء، 1:449

[2] ۔الدمشقي، علي بن الحسن بن هبة الله بن عساكر، تاريخ ابن عساكر، دار إحياء التراث، مصر، 1354ھ ، 2: 412

[3] ۔ السيوطي، جلال الدين، تدريب الراوى، دار العاصمة –الرياض، سنة الطبعة، 2003م- 1424ھ ، 2: 412

علمائے طبقات و تراجم نے ان کو صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب ضائع ہو گئی تھیں، جن تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ کتاب السنن فی الفقہ 2۔ کتاب التفسیر

3۔ **مسند:** یہ ان کی سب سے اہم اور مشہور تصنیف ہے، جو 6 جلدوں پر مشتمل ہے۔[1]

حاکم نیشاپوری نے دوسرے دور کی مسانید میں امام احمد کی مسند کے ساتھ نام بھی گنوایا ہے۔[2] اس کی ترتیب و تکمیل سے بھی وہ اپنی زندگی میں فارغ ہو چکے تھے اور اپنے شاگردوں کو زبانی اور پڑھ کر اس کو املا بھی کروایا کرتے تھے، علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

و اسحاق يخرج امثل ما ورد عن ذلك الصحابي فيما ذكره الرازي.[3]

"ابوزرعہ رازی کا بیان ہے کہ اسحاق ان ہی روایتوں کی تخریج کرتے تھے جو اس صحابی کی سب سے بہتر اور اچھی روایت ہوتی تھی۔"

اس مسند کا ایک قلمی نسخہ علامہ سیوطی کے قلم کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہے، علامہ ذہبی نے اس کے رجال کے نقد میں ایک مستقل کتاب لکھی تھی، جن کو بھی امام سیوطی نے اس نسخہ کے حاشیے میں درج کیا ہے۔

کتاب کی خصوصیات

یہ کتاب ابن ماجہ کے علاوہ دیگر کتب صحاح ستہ کی اصل میں شمار کی جاتی ہے، (یعنی صحاح ستہ کے مؤلفین اس سے روایت نقل کرتے ہیں)۔ مؤلفِ کتاب نے اس کتاب کو راوی کے نام اور اس کے ترجمہ کے تحت ابو ہریرہ تک مرتب کیا ہے، پھر اس کے تحت ان احادیث کو نقل کیا ہے، جو اس طریقہ سے مروی ہیں، اسی طرح ہر ترجمہ میں۔ موضوع اور مردود طرق کی روایات نقل کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ کتاب میں عموماً صحیح، حسن اور ضعیف روایات شامل ہیں۔ مسند ابو ہریرہ کے تحت احادیث کی تعداد 543 ہے اور یہ ابو ہریرہ سے مروی روایات میں بہت کم تعداد ہے اور مسند عائشہ کے تحت 1272 احادیث ہیں۔

---

[1] ۔ ابن خلكان، أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر، وفيات الاعيان وأنباء أبناء الزمان، الناشر: دار صادر - بيروت ، 1997، 2: 113

[2] ۔ نعمانی، مولانا عبد الرشید، امام ابن ماجہ اور علم حدیث، مکتبہ الحق، ماڈرن ڈیری، جوگیشوری ممبئی، انڈیا، ص 2

[3] ۔ تدريب الراوي ، ص 57

2. امام عبد بن حمید

ان کا نام عبد الحمید اور ابو محمد کنیت ہے۔ ان کی ولادت 170ھ میں ہوئی اور 249ھ میں فوت ہوئے، یہ جرجان کے ایک گاؤں کِش کے رہنے والے تھے۔ بعض لوگوں نے کش کو اصبہان کا گاؤں بتایا ہے۔ ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی حفاظ الحدیث میں سے ایک ہیں۔[1]

خدمات

امام ذہبی نے انہیں الإمام الحافظ، الحجۃ الجوال کہا اور ماوراء النہر کے منفرد حفاظ میں شمار کیا اور کہا کہ انہوں نے دو سو علمی سفر کیے اور اکابر سے ملاقاتیں کیں۔[2]

تصنیفات

عبد بن حمید کی متعدد تصنیفات ہیں مگر صرف دو کتابوں کا علمائے سیر وطبقات نے ذکر کیا ہے:

التفسیر:

امام ابن کثیر صاحب التفسیر الحافل کے بیان سے اس تفسیر کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں کہ: "دیارِ عرب میں یہ تفسیر مشہور ومتداول تھی۔"[3] اس کے راوی خریم ہیں۔ حافظ ابن حجر کی نظر اسے اس کا ایک جز گزرا تھا۔[4]

المسند:

ان کی دوسری اہم کتاب مسند ہے، مسند میں ان کی دو کتابیں کبیر وصغیر تھیں، مسند صغیر دراصل کبیر کا انتخاب اور ایک جلد پر مشتمل ہے، اس میں بعض مشاہیر صحابہ کی حدیثیں درج نہیں ہیں۔ عبد بن حمید کے شاگرد ابراہیم

---

[1] ۔ وفيات الأعيان، ص: 410

[2] - الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد، تذكرة الحفاظ، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت-لبنان الطبعة: الأولى، 1419هـ- 1998م، 2: 320

[3] ۔ ایضاً ص: 126

[4] ۔ ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، البداية والنهاية، دار الفكر بيروت:1407هـ- 2: 4

بن خریم نے اس کی ان سے روایت کی ہے، اس کے مخطوطے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ جرمنی کے مکتبہ جامع قردین، آیا صوفیہ، کوپر ویلو کے علاوہ ہندوستان کے مکتبہ سندیہ اور ینٹل پبلک لائبریری بانکی پوری اور دائرۃ المعارف العثمانیہ میں بھی اس کے قلمی نسخے دستیاب ہیں۔[1]

طلب حدیث کی ابتداء اور سفر

آغاز شباب کے بعد ان کو تحصیل علم کا خیال اور حدیث کی طلب و جستجو کا شوق پیدا ہوا اور اس کے لیے مختلف ملکوں اور شہروں کا سفر کیا، گو اس کی تصریح نہیں ملتی کہ کن کن شہروں اور ملکوں میں گئے تھے، لیکن ان کے اساتذہ مختلف ملکوں اور شہروں سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے قیاس ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کا سفر کیا ہوگا۔

3. امام ابو عبد اللہ عبد الرحمن دارمی

ان کا مکمل نام ہے: الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی السمرقندی الخراسانی (پیدائش: 181ھ / 797ء–وفات: 8 ذوالحجہ 255ھ) حدیث کی معتبر کتاب سنن الدارمی کے مؤلف ہیں۔ امام الدارمی کی مستند کتبِ احادیث میں سنن الدارمی کو بہت شہرت حاصل ہے۔

حفظ و ضبط

قدرت نے ان کو حفظ و ضبط کا غیر معمولی ملکہ عطا کیا تھا، آئمہ فن کے اعترافات یہ ہیں:

عبد اللہ بن نمیر جیسے بلند پایہ محدث کا بیان ہے کہ امام دارمی حافظہ کے لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھتے تھے۔ رجاء بن جابر مرجی کا بیان ہے کہ میں نے احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی اور شاذ کوفی وغیرہ آئمہ حدیث میں سے کسی کو عبد اللہ سے بڑا حافظ نہیں پایا۔ امام احمد سے ان کے فرزند عبد اللہ نے حفاظ حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے چند نوجوانانِ خراسان، جن میں دارمی کا نام بھی تھا، ذکر کیا، عبد اللہ اپنے والد سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حفظ جن چار آدمیوں پر تمام ہو گیا، ان میں ایک امام دارمی بھی تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ ان کے ضبط کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ فائق تھے۔ محمد بن ابراہیم

[1] ۔ المباركفوري، ابو الفتح تقي الدين محمد بن علي بن وهب بن مطيع، مقدمة تحفة الأحوذى، المكتبة السلفية، المدينة المنورة، 1967 ص: 125

شیرازی کا بیان ہے کہ دارمی کا حافظہ ضرب المثل ہے۔ ابو عبد اللہ حکم فرماتے ہیں کہ وہ مشہور و برگزیدہ حفاظ حدیث میں سے تھے۔

تصانیف

امام دارمی کی جانب حسب ذیل تصنیفات منسوب ہیں:

1 سنن الدارمی۔ 2 تفسیر الدارمی۔ 3 الجامع یا کتاب الجامع، خیر الدین زرکلی نے اس کا نام الجامع الصحیح لکھا ہے اور اس کو مطبوعہ بتایا ہے۔[1]

سنن الدارمی

یہ ان کی سب سے مشہور اور اہم کتاب ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے، شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں: "کتاب اواز احسن کتب حدیث است۔"[2] اس کی اہمیت کی بنا پر محدثین اور علمائے فن نے اس کی احادیث کو قابل احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے، مشکوۃ میں جو منتخب کتابوں کی احادیث کا منتخب مجموعہ ہے۔ صحاح اور دوسری معتبر کتابوں کی طرح اس کی احادیث بھی شامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کا ذکر کیا ہے، اس کی صحت و اسناد کی بنا پر اس کو صحاح ستہ میں بھی شامل کیا گیا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ سنن الدارمی پینتیس فصول اور ایک ہزار چار سو آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ عام کتب حدیث و سنن کے برعکس اس کی ابتدا باب ما كان عليه الناس قبل مبعث النبيﷺ من الجهل والضلالة. سے ہوتی ہے، اس فصل کے مختلف ابواب میں رسالت مآب ﷺ کے ان اوصاف و خصائص کو جو کتب قدیمہ میں مذکور ہیں اور اس طرح آپ ﷺ کے معجزات، فضائل و محامد، تابع سنت اور علم کی اہمیت وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد عام کتب سنن کی طرح طہارت اور نماز وغیرہ کے جملہ ابواب اور آخر میں وصایا اور فضائل قرآن کے ابواب ہیں۔

---

[1] ۔ اعلام، 2: 563

[2] ۔ تدریب الراوی، ص : 57

4. امام ابو مسعود رازی

ان کا نام احمد، اور کنیت ابو مسعود تھی، پورا نام احمد بن فرات بن خالد۔ ان کی تاریخ پیدائش 185ھ ہے اور وفات 245ھ میں ہوئی۔ اصل میں "رے" کے رہنے والے تھے، آخری عمر میں اصبہان میں سکونت اختیار کرلی، لیکن اصلی وطن رے ہے، اسی لیے رازی کہلاتے تھے۔ حنبی کی نسبت، جو قبیلہ مضر کے ایک قبیلہ جنبہ بن رد کی جانب ہے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عربی النسل تھے، ان کے سنہ ولادت کا صحیح معلوم نہیں ہو سکا۔ [1]

خدمات

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ 12 سال کی عمر میں انہوں نے حدیث کی تحریر و کتابت شروع کر دی تھی، اس کے بعد انہوں نے مختلف ملکوں اور دور دراز کے مقامات کا سفر کیا، ان کے کثرت اسفار کا اندازہ ذہبی کے ان الفاظ ''و اکثر الترحال فی لقی الرجال''(محدثین سے ملاقات کے لیے انہوں نے بہت سے سفر کیے)۔

خطیب بغدادی نے بصرہ، کوفہ، حجاز، یمن، شام جیزہ اور بغداد وغیرہ جانے کا ذکر کیا ہے، بغداد امام احمد کی زندگی میں گئے تھے اور وہاں کے نامور علماء سے مذاکرہ کیا تھا۔[2]

حفظ و ثقاہت

ابو مسعود کے حافظہ کی جودت کا علماء نے اعتراف کیا ہے، خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

أحد حفاظ الحديث و من كبار الأئمة فيه.

"وہ اکابر حفاظ اور ائمہ محدثین میں سے تھے۔"

امام احمد فرماتے ہیں:" اس آسمان کے نیچے احادیث نبوی کا ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں۔" [3]

---

[1] ۔ السمعاني، عبد الكريم بن محمد بن منصور المروزي، الأنساب، الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد الطبعة: الأولى، 1382 هـ، ص: 243

[2] ۔ تذکرة الحفاظ ، 2: 124

[3] ۔ العسقلاني، أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين، تهذيب التهذيب، دارا إحياء التراث العلمى، مصر، 1380هـ، 1: 67

تصنیفات

ابو مسعود رازی کثیر التصانیف تھے، مگر ان کی تصنیفات دستبرد زمانہ سے محفوظ نہیں رہیں اور نہ ان کا کوئی ذکر ملتا ہے، صرف تفسیر و حدیث کی کتابوں کا علمائے سیر نے ذکر کیا ہے، تفسیر کی کتاب کا بھی نام معلوم نہیں ہو سکا۔

مسند:

ان کی تصانیف میں سے صرف اس کتاب 'مسند' کا ذکر ملتا ہے، لیکن یہ کتاب بھی معدوم ہے۔ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جمع و تالیف میں انہوں نے بڑی چھان بین اور نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا تھا۔ ابو مسعود کا بیان ہے کہ میرے استاذ عبد الرزق ایک ایک حدیث کا مجھ سے پانچ سو مرتبہ تکرار کرتے تھے، ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ میں نے ایک ہزار سات سو پچاس اشخاص سے حدیثیں سنیں اور لاکھوں حدیثیں تحریر کیں، لیکن اپنی تصنیف میں صرف 310 شیوخ کی روایات شامل کی ہیں، جن کی تعداد پانچ ہزار ہے۔[1]

5. امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ

امام مسلم کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دردین تھا۔ ابوالحسین آپ کی کنیت تھی اور عساکر الدین لقب تھا۔ آپ قبیلہ بنو قشیر سے تعلق رکھتے تھے، جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر نیشاپور آپ کا وطن تھا۔ امام مسلم 203ھ یا 206ھ میں باختلاف اقوال پیدا ہوئے، لیکن اکثر علما اور مؤرخین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کا سنہ ولادت 206ھ زیادہ معتبر ہے۔ حضرت امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت امام مسلم 206ھ میں پیدا ہوئے، 55 سال کی عمر پائی اور 24 رجب 261ھ کو اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔

خدمات

امام صاحب کے زمانہ میں علم حدیث کے عام مذاق اور مذہبی احساس کے باہمی اختلاط نے اگرچہ سیکڑوں ہزاروں ائمہ فن پیدا کر دیے تھے، جن کی شہرت اور فضیلت کا عموماً اعتراف کیا جاتا تھا اور جن میں اکثر بزرگوں کو

[1] ۔ بغدادی، حافظ ابو بکر علی بن خطیب، تاریخ بغداد، دار الغرب الاسلامی ، بیروت، لبنان، 1428ھ، 2: 125

امام صاحب کی استادی کا بھی شرف حاصل تھا، تاہم امام صاحب کی فطری قابلیت اور قوت حافظہ نے ان تمام بزرگوں کو اپنے فضل و کمال کا معترف بنالیا، یہاں تک کہ وہ محدثین بھی جو امام صاحب کے ہم درجہ اور فن حدیث کے امام تھے، ان سے روایت کرنے میں مطلق دریغ نہیں کرتے تھے، چنانچہ ابو حاتم رازی، موسیٰ بن ہارون، احمد بن سلمہ، ابو عیسیٰ ترمذی، یحییٰ بن صاعد، ابو عوانہ اسفرائینی اسی قسم کے بزرگ ہیں، ان بزرگوں میں احمد بن سلمہ وہ بزرگ ہیں، جو بصرہ اور بلخ کا سفر میں امام صاحب کے رفیق اور پندرہ برس تک صحیح مسلم کی ترتیب میں شریک رہے، امام صاحب کی طباعی اور ذہانت نے خود ان کے اساتذہ کو اس قدر گرویدہ بنالیا تھا کہ اسحاق بن راہویہ جیسے امام فن ان مختصر الفاظ میں ان کے فضل و کمال کی نسبت پشین گوئی کرتے تھے:

ای رجل یکون ھٰذا

"یہ کس بلا کا ذہین شخص ہوگا۔"[1]

امام مسلم کی تنقید اور حقیقت شناسی کا اس قدر شہرہ تھا کہ ابو زرعہ اور ابو حاتم جیسے اداشناس بزرگ ان کو معرفت حدیث میں اس زمانے کے تمام مشائق پر ترجیح دیتے تھے۔[2] اسحاق کوسج خود امام صاحب سے خطاب کرکے فرماتے تھے:

لن نعدم الخير ما ابقاك الله للمسلمين[3]

"جب تک اللہ آپ کو مسلمانوں کے لیے زندہ رکھے گا بھلائی ہمارے ہاتھ سے نہ جانے پائے گی۔"

غرض کہ امام صاحب کی مقبولیت اور شہرت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ اہل مغرب نے امام مسلم کے نام کو امام بخاری کے نام سے بھی اونچا کیا ہے۔

تصنیفات و تالیفات

امام صاحب کو تصنیف و تالیف کا فطری شوق تھا، صحیح مسلم کو جس تحقیق اور جامعیت کے ساتھ لکھا، اس کا ذکر ایک مستقل عنوان ہے، لیکن اس کے علاوہ بھی نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں، جن کے موضوع اور اجمالی

---

[1] ۔ سیر أعلام النبلاء، 8: 125

[2] ۔ دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین، مکتبہ ابراہیم، اردو ترجمہ 2002ء، دہلی، انڈیا ص: 104

[3] ۔ ایضا

حالت کا اندازہ خود ان کے نام کی فہرست سے ہو گا۔ امام مسلم کی سب سے مشہور و معروف اور مقبول عام تصنیف تو یہی صحیح مسلم ہی ہے، لیکن اس کے علاوہ امام مسلم نے اور بھی کافی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں چند اہم تصانیف یہ ہیں:

1۔ المسند الکبیر علی الرجال 2۔ الاسماء والکنی 3۔ کتاب الجامع علی الابواب 4۔ الجامع الکبیر 5۔ کتاب السیر، کتاب علل، کتاب الوجدان 6۔ کتاب الاقران 7۔ کتاب المشائخ ثوری 8۔ کتاب سوالات امام احمد بن حنبل 9۔ کتاب حدیث عمر و بن شعیب 10۔ کتاب مشائخ مالک 11۔ کتاب مشائخ ثوری 12۔ کتاب مشائخ شعبہ 13۔ کتاب اولاد صحابہ 14۔ کتاب اوہام المحدثین 15۔ کتاب رواہ الشامین 16۔ کتاب رواۃ الاعتبار 17۔ کتاب المحضر مین

اوپر مذکور کتب میں سے صرف چند کتب منصۂ شہود پر آئیں باقی مفقود ہیں۔

صحیح مسلم

مسلم کو یہ شرف قبول حاصل ہے کہ ہمیشہ بخاری کے ساتھ ساتھ اس کا بھی نام لیا جاتا ہے، اس لیے ہم مسلم کی ان خصوصیات کو دکھانا چاہتے ہیں، جنہوں نے اُس کو اِس قدر شہرت دی ہے۔ صحیح مسلم اہل سنت کی ایک اہم حدیث کی کتاب ہے، قرآن مجید اور صحیح بخاری کے بعد تیسری سب سے صحیح کتاب مانی جاتی ہے، یہ کتاب کتب الجوامع شمار ہوتی ہے، یعنی یہ احادیث کے تمام ابواب عقائد، احکام، آداب، تفسیر، تاریخ، مناقب، رقاق وغیرہ پر مشتمل ہے، اس کتاب کو ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے جمع کیا ہے، اس کتاب میں ان صحیح احادیث کو جمع کیا ہے، جس کی صحت پر علماء و محدثین کا اتفاق ہے، چنانچہ صرف مرفوع روایات کو نقل کیا ہے، معلق، موقوف اور اقوال علما اور فقہی آرا وغیرہ کو شامل نہیں کیا ہے، اس کتاب کو تقریباً پندرہ سال میں مرتب کیا اور اس میں تین ہزار سے زائد احادیث کو بغیر تکرار کے جمع کیا ہے اور یہ احادیث ان کی حفظ کردہ تین لاکھ احادیث سے چنیدہ ہیں۔

امام مسلم بچپن ہی سے علم حدیث اور حفظ حدیث میں مشغول ہو گئے تھے،[1] پہلی مرتبہ سماع حدیث سن

[1] ۔ تهذيب التهذيب - أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (طبعة دار إحياء التراث العربي:ج10 ص127)

218[1] میں کی جب ان کی عمر بارہ سال تھی۔ سب سے پہلے اپنے ملک کے شیوخ سے علم حاصل کیا اور ان سے روایات کی سماعت کی، پھر طلب حدیث کے لیے اسلامی ملکوں کو کئی بار سفر کیا،[2] حجاز کا سفر حج اور سماع حدیث کے لیے کیا تو وہاں کے ائمہ حدیث اور کبار شیوخ سے بھی استفادہ کیا، مدینہ و مکہ کی زیارت کی، عراق کا سفر کیا اور بصرہ بغداد اور کوفہ گئے، اسی طرح شام، مصر اور رے کا سفر کیا،[3] تقریباً پندرہ سال طلب حدیث میں گزارا، اس دوران بڑے بڑے شیوخ سے ملاقات کی اور تین لاکھ سے زائد احادیث کو جمع کیا۔[4] ان کے ہم عصر اور بعد علما نے ان کی خوب تعریف کی ہے، علم حدیث میں ان کی امامت کا اعتراف کیا ہے، علما کے اقوال میں سے: ان کے شیخ محمد بن عبد الوہاب فراء کہتے ہیں: «مسلم لوگوں میں معتبر عالم اور حافظ تھے»۔[5] ابن صلاح کہتے ہیں: «اللہ تعالیٰ نے انھیں ستاروں کی بلندی عطا کی، امام اور حجت قرار دیے گئے، علم حدیث اور دوسرے علوم میں ان کا ذکر بار بار کیا جاتا ہے»۔[6]

جمع و تدوین احادیث

امام مسلم نے مستند احادیث جمع کرنے کے لیے عرب علاقوں بشمول عراق، شام اور مصر کا سفر کیا۔ انہوں نے تقریباً تین لاکھ احادیث اکٹھی کیں، لیکن ان میں سے صرف 7275 احادیث صحیح مسلم میں شامل کیں، کیونکہ انہوں نے حدیث کے مستند ہونے کی بہت سخت شرائط رکھی ہوئی تھیں تاکہ کتاب میں صرف اور صرف مستند ترین احادیث جمع ہو سکیں تکرار کے بغیر احادیث کی تعداد صرف 4000 ہے۔ محمد امین کے مطابق مستند احادیث کی تعداد 1400 ہے، جو صحاح ستہ میں شامل دوسری کتب میں بھی شامل ہیں۔ مسلمان صحاح ستہ کی اس

1 ۔ تذكرة الحفاظ – 2:125
2 ۔ تاريخ التراث العربي - فؤاد سزكين (طبعة جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية: 263:2
3 ۔ د. محمد عبد الرحمن الطوالبة ، الإمام مسلم ومنهجه في صحيحه - دار عمار، 1228ھ: 28:1
4 ۔ العفاني ، سيد حسين ، صلاح الأمة في علو الهمة - ، مؤسسة الرسالة 2001ء: 315:1
5 ۔ الحنفي، مغلطاي بن قليج بن عبد الله البكجري المصري الحكري، إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال- طبعة دار الفاروق الحديثة:169:11
6 ۔ بابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين، صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط - طبعة دار الغرب الإسلامي، 1354ھ، 60:1

دوسری مستند کتاب کا بہت احترام کرتے ہیں[1]

6. ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربعی القزوینی

امام ابن ماجہ کا نام محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ ہے، کنیت ابو عبد اللہ اور نسبت القزوینی الربعی ہے۔ عراق کے مشہور شہر قزوین میں 209ھ مطابق 824 / میں پیدائش ہوئی۔[2] اسی نسبت سے قزوینی کہلائے اور قبیلہ ربیعہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ربعی کہلاتے ہیں۔ امام ابن ماجہ کی تدریسی خدمات کی تفصیلات ہمیں کتابوں میں نہیں ملتیں، لیکن ظاہر ہے کہ ان کے شاگردوں کی موجودگی ہمیں اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ انھوں نے اپنے دور میں تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں۔

تلامذہ

امام صاحب سے کسب فیض کرنے والوں میں: ابراہیم بن دینار جرشی، احمد بن ابراہیم قزوینی، ابو الطیب احمد بن روح شعرانی، احمد بن محمد مدنی، اسحاق بن محمد قزوینی اور جعفر بن ادریس نمایاں ہیں۔

امام ابن ماجہ کے زمانہ میں محدثین اطراف عالم میں پھیلے ہوئے تھے اس لیے انہوں نے حصول حدیث کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا، جس میں خراسان، اصفہان، عراق، حجاز، مصر، شام بصر، کوفہ، مکہ، رے، اور بغداد وغیرہ کی تصریح کتابوں میں موجود ہے، شروع میں اکیس بائیس سال کی عمر تک اپنے وطن قزوین ہی میں جو خود علم وفن کا گہوارہ اور علماء و محدثین کا بڑا مرکز تھا، حدیث اور دوسرے علوم کی تکمیل فرماتے رہے۔ 230ھ میں علم کی تلاش و جستجو میں اپنے وطن سے باہر نکلے۔[3] جمال الدین تغری بروی لکھتے ہیں "ابن ماجہ حافظ، حجت اور ناقد حدیث تھے۔ ان کو متعدد فنون میں مہارت حاصل تھی۔ علماء اور محدثین کے ان اقوال سے ان کے محدثانہ کمال و عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

[1] ۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري تقي الدين ، معرفة انواع علوم الحديث، داراالفكر، بيروت، 2009ء 84:1

[2] ۔ وفيات الاعيان لابن خلكان، 2: 284

[3] ۔ تذكرة الحفاظ للذہبی، 2: 531

تصنیف و تالیف

امام ابن ماجہ کی علمی و تصنیفی یادگاروں میں تین اہم کتابیں اور مشہور تصنیفات ہیں:

پہلی سنن ابن ماجہ ہے۔ یہ ابن ماجہ کا سب سے بڑا علمی و تصنیفی اور دینی کارنامہ ہے، موجود کتب حدیث میں یہ ایک اہم اور متداول کتاب تصور کی جاتی ہے۔ سنن ابن ماجہ کا سب سے بڑا علمی و تصنیفی اور دینی کارنامہ ان کی ممتاز اور شہرہ آفاق تصنیف سنن ہے، اس کی بدولت ان کو بڑی شہرت حاصل ہوئی، موجودہ کتب حدیث میں یہ ایک اہم اور متداول کتاب خیال کی جاتی ہے اور اکثر مدارس کے نصاب میں بھی شامل ہے۔

ترتیب و تعداد احادیث

عام کتب سنن کی طرح اس میں بھی ایمانیات سے وصایا تک کے جملہ ابواب فقہی ترتیب کے مطابق درج ہیں اور یہ 32 کتب، 500 ابواب اور چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔[1]

رواۃ

امام رافعی کا بیان ہے کہ ابن ماجہ سے ان کے جن تلامذہ نے سنن کی روایت کی ہے، ان میں سے چار اشخاص زیادہ مشہور ہیں: 1۔ ابو الحسن قطان، 2۔ سلیمان بن یزید، 3۔ ابو جعفر محمد بن عیسیٰ 4۔ ابو بکر حامد ابہری۔

حافظ ابن حجر نے اس فہرست میں دو ناموں کا اور اضافہ کیا ہے سعدون، ابراہیم بن دینا۔[2]

اہمیت

سنن ابن ماجہ، حدیث کی ان چھ مشہور اور معتبر کتابوں میں شمار کی جاتی ہے جو صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ علمائے فن کو اعتراف ہے کہ یہ اسلامیات کی عظیم ترین اور حدیث کی امہات کتب میں سے ہے۔ حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ سنن سے ابن ماجہ کے علمی تبحر اور کثرت معلومات کا پتہ چلتا ہے۔ حافظ ابوزرعہ باکمال محدث کا ارشاد ہے کہ اگر یہ لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچتی تو حدیث کی سب یا اکثر کتابیں بالکل معطل ہو جائیں۔ حافظ ابن حجر کے بقول یہ نہایت جامع و جیّد اور بے شمار غرائب پر مشتمل کتاب ہے۔ سنن ابن ماجہ اس عظمت و اہمیت کی بنا پر اس کو ہر زمانہ

---

[1] ۔ تذكرة الحفاظ، 2: 210

[2] ۔ تہذیب التہذیب، 2: 532

میں نہایت مستند اور قابل حجت خیال کیا گیا ہے، امام رافعی فرماتے ہیں: محدثین نے اس کو صحیحین اور سنن ابی داؤد، سنن نسائی کے ساتھ شامل کیا ہے، اور اس کے مرویات کو حجت و مستند قرار دیا ہے۔[1]

7. امام ابن خزیمہ

ان کا نام محمد، اور کنیت ابو بکر تھی، اور لقب شیخ الاسلام ہے، ان کا نسب نامہ یہ ہے: محمد اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر۔ شیخ الاسلام امام ابن خزیمہ عالم، محدث اور فقیہ تھے، اُن کی وجہِ شہرت اُن کی تصنیف صحیح ابن خزیمہ ہے۔ امام ابن خزیمہ چونکہ نیشاپور میں پیدا ہوئے تھے، جو علمی و دینی اعتبار سے علم کا مرکز کہلاتا تھا۔ علاوہ ازیں یہ علما کا مسکن بھی تھا۔ امام ابن خزیمہ نے نیشاپور کے اکابر علما سے اکتساب علم کیا۔ کم عمری میں مشہور محدث اسحاق بن راہویہ سے احادیث کا سماع بھی کیا ہے، لیکن اِن کے حوالے احادیث روایت نہیں کی ہیں، کیونکہ یہ سماع کم عمری کے زمانے کا ہے۔ اولاً اپنے والد اسحاق بن خزیمہ کی ترغیب پر قرآن کریم حفظ کیا اور پھر علم حدیث کی طلب میں نیشاپور سے دوسرے شہروں کی جانب عازم سفر ہوئے۔ امام ابن خزیمہ کا دامن علم متقاضیِ وسعت تھا کہ وہ نیشاپور سے نکل کر دیگر اسلامی بلاد واَمصار کے ذخیرہ ہائے علم سے خوشہ چینی کریں، چنانچہ وہ بڑے ذوق شوق سے شہر رَے، بغداد، کوفہ، بصرہ، بلاد الشام، حجاز، عراق، مصر اور واسط میں علم حاصل کرتے رہے۔ تحصیل علم کے لیے پہلے شہر رَے گئے۔ خود اُن کا اپنا قول ہے: " میں پہلے شہر رَے گیا اور پھر مرو۔ مرو میں امام ہشیم کے تلمیذ محمد بن ہشام سے ہی سماع کر رہا تھا کہ امام قتیبہ بن سعید کی وفات کی خبر ملی اور یوں میں اُن سے کسب فیض نہ کر سکا۔[2]

تصنیفات

ابن خزیمہ نامور مصنف بھی تھے، ان کی تصنیفات کی تعداد امام حاکم نے 140 سے زیادہ بتائی ہے، ان کے علاوہ ان کے مسائل کا مجموعہ بھی سو اجزاء کے بقدر تھا، ابن کثیر کا بیان ہے کہ فكتب الكثير وصنف وجمع یعنی بے شمار کتابیں تصنیف کیں، ابن خزیمہ تصنیف شروع کرنے سے قبل استخارہ کی نماز پڑھتے تھے اور تصنیف کی

---

[1] ۔ ، امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص: 164

[2] ۔ تذكرة الحفاظ، 2: 261

ابتداء فرماتے تھے۔[1] ان کی جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

فقہ حدیث بریرہ:

یہ تین اجزاء پر مشتمل ہے، اس میں ایک حدیث کی فقاہت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

کتاب التوحید والصفات

یہ بڑی اہم اور مشہور کتاب ہے اور کئی اجزاء پر مشتمل ہے، اس کا موضوع کلام وعقائد ہے، امام رازی اس کو کتاب الاشراک کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یورپ کے بعض کتب خانوں میں اس کے نسخے پائے جاتے ہیں، ابو نعیم نے المستخرج علی التوحید لکھی تھی۔[2]

صحیح ابن خزیمہ

صحیح ابن خزیمہ کا پورا نام مختصر المختصر من المسند الصحیح ہے۔ امام ابن خزیمہ کا شمار اکابر محدثین اور نامور ائمہ فن میں ہوتا ہے۔ احادیث پر ان کی نظر نہایت وسیع اور گہری تھی۔ فقہ میں بھی ان کا درجہ نہایت بلند تھا، وہ کم سنی میں ہی امام وحافظ حدیث کی حیثیت سے مشہور ہو گئے تھے، ان کے معاصر علما اور ارباب کمال ان کے علم وکمال کے معترف تھے۔ امام ابن خزیمہ محدث وفقہی ہونے کے ساتھ ساتھ نامور مصنف بھی تھے، ان کی تصنیفات 140 سے زائد ہیں۔ بہت نفیس تبویب ہے ہر باب باندھنے میں ابن خزیمہ سب پر بازی لے گئے یہ کتاب 4 جلدوں پر مشتمل ہے۔[3]

8. امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری

ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام محمد بن عبد اللہ، لقب حاکم نیشاپوری ہے۔ پورا نسب نامہ یہ ہے: محمد بن عبد اللہ

---

[1] ۔ السبكي، تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين، طبقات الشافعية، الناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة: الثانية، 1413ھ 2: 133

[2] ۔ حاجى خليفة، الحاج خليفة؛ مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، الناشر: دار إحياء التراث العربي 2008ء، 2: 270

[3] ۔ آثار الحديث ،ڈاکٹر خالد محمود،جلد دوم صفحه189 دارالمعارف لاہور

بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حکم۔[1] علم حدیث میں غیر معمولی امتیاز کی بنا پر وہ الحافظ الکبیر اور امام المحدثین وغیرہ القاب سے یاد کیے جاتے تھے، ابو حازم عبدوی کا بیان ہے: "حاکم اپنے زمانہ میں محدثین کے امام تھے۔
امام یافعی لکھتے ہیں: "حدیث اور اس کے متعلق علوم کی معرفت میں ان کو بڑی مہارت حاصل تھی۔"[2]

تصنیفات

امام ابو عبداللہ حاکم کی تصنیفات کمیت و کیفیت دونوں حیثیتوں سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں، ان کا خود بیان ہے: میں نے زمزم کا پانی پی کر اللہ سے حسن تصنیف کی دعا کی تھی، انکی دعا مقبول ہوئی، ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ تصنیفی حیثیت سے ان کا مرتبہ نہایت بلند تھا، سعد بن علی زنجانی سے جب چار ہم عصر محدثین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے ہر ایک کی جدا جدا خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب میں حاکم سب سے بہتر تصنیف والے تھے، علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں: "حاکم نے علوم حدیث میں بے نظیر تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔"[3] سمعانی کا بیان ہے: "انہوں نے علوم حدیث اور دیگر فنون میں بڑی عمدہ کتابیں لکھیں۔"[4]
شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں: "حاکم را در فن تصنیف و ترتیب دخل تمام بود۔"
ان کی تصنیفات کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں نے پانچ سو بعض نے ایک ہزار اور بعض نے ڈیڑھ ہزار جز کے بقدر بتائی ہے۔[5] لیکن قدماء کی طرح ان کی بھی اکثر کتابیں اب معدود اور ناپید ہیں، جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ الاربعین2۔ الامالی3۔ امالی العشیات 4۔ تراجم الشیوخ5۔ تراجم المسند علي شرط الصحیحین6۔ التلخیص 7۔ فضائل الامام الشافعی8۔ فضائل العشرة المبشرة9۔ فضائل فاطمة 10۔ فوائد الخراسانیین11۔ فوائد الشیوخ 12۔ فوائد العراقیین 13۔ ما تفرد باخراجه كل واحد من الامامین14۔ کتاب المبتدا من اللآلی 15۔ مناقب الصدیق

---

[1] ۔ تاریخ بغداد، 5: 473
[2] ۔ ایضاً ص: 474
[3] ۔ تاریخ ابن خلکان، 2: 284
[4] ۔ وفیات الأعیان، 2: 484
[5] ۔ تاریخ ابن خلکان، 2: 285

تفسیر القرآن: علامہ سیوطی اور صاحب کشف الظنون نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری کی اہم کتب تفسیر میں اس کو شمار کیا ہے، سیوطی لکھتے ہیں:

"پھر ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابن حبان اور ابن منذر وغیرہ کی تفسیریں ہیں۔"

ان میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے آثار سنداً بیان کیے گئے ہیں۔[1]

حاصل کلام

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، جس کو محفوظ و مأمون بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور اور ہر خطہ ارضی سے ایسی چنیدہ شخصیات کو پیدا فرمایا جو نضر الله امرأ سمع مقالتی---- کے مصداق تھیں۔ انہی چنیدہ شخصیات میں سے ایران سے تعلق رکھنے والے ہزاروں محدثین ہیں چنانچہ ان میں سے تیسری صدی ہجری کے نامور اور اہم ائمہ حدیث فن کا اس مقالہ میں ذکر کیا گیا ہے، جنہوں حفاظت حدیث کے لیے شبانہ روز کوئی دقیقہ فروز گزاشت کیے بغیر اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ ذخیرہ حدیث کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کی خدمات کو تا قیامت یاد رکھا جائے گا۔

[1] ۔ السیوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن سابق الدين الخضيري السيوطي الاتقان فی علوم القرآن، الناشر: مؤسسة الرسالة 1380ھ 2: 190